

## حسد

<"xml encoding="UTF-8?>

### غلط رجحان

اس پر شور دنیا میں نوع بشر برابر حرکت و جنبش میں ہے۔ انسان مسلسل مصائب و مشکلات کے موجود میں گھر کر اپنے جسم و جان پر مشقتوں اور دشواریوں کو محض اس لئے برداشت کرتا ہے کہ گلزار زندگی سے امیدوں کے پھول یکے بعد دیگرے چن سکے اور جب تک انسان کا رشتہ<sup>۰</sup> حیات مقراض موت سے منقطع نہ ہو جائے اور امیدوں کی کھڑکی بند نہ ہو جائے وہ اپنی کوششوں سے باز نہیں آتا اور نہ جستجوئی توفیق سے دست بردار ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ یہی چراغ امید ہے جو صاحب آرزو کی آرزو کو فروزان رکھتا ہے۔ اور یہی امیدیں زندگی کی تمام تلخیوں کو شیرین و خوش گوار بناتی ہیں۔

کوئی امید دولت و ثروت میں شر شار رہتا ہے اور اس کے حصول کے لئے انتہک کوشش کرتا ہے اور کوئی عزت و شہرت کی تلاش میں حیران و سر گردان رہتا ہے اور اس کے حصول کے لئے دیوانہ وار مسلسل سعی و کوشش میں مشغول رہتا ہے کیونکہ ہر فرد کی خواہشات اس کی جسمانی اور روحی تکامل سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اور ہر شخص کا آئیڈیا و طرز تفکر حصول مقصد میں الگ الگ ہوتا ہے لیکن اس نکتہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ یہ ضرورتیں اور خواہشیں اسی وقت اسباب خوش بختی فراہم کرتی ہیں جب یہ اس کی روحانی ضرورتوں کے مطابق ہوتی ہیں اور احتیاجات فکری کو سکون بخشتی ہوں۔ سطح معرفت کو اوج ارتقاء تک پہونچاتی ہوں اور چراغ فروزان کی طرح راہ زندگی کو روشن کر کے بد بختی کے ہول انگیز تاریکی سے نجات دلاتی ہوں۔

البتہ ان غرائز میں سے کبھی کوئی ایک غریزہ مثلاً حرص و طلب وغیرہ طغیان و سر کشی کر کے آدمی کی بد بختی کی جڑوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ انهیں میں سے ایک غریزہ حسد بھی ہے۔ حسد حاسد کو آغوش آسائش میں دیکھنا گوارہ نہیں کرتا بلکہ حاسد دوسروں کی نعمتوں کو دیکھ کر جلتا ہے بقول سقراط بو الہوس اور حاسد دوسروں کے موٹا پے کو دیکھ کر لاغر ہوتا رہتا ہے۔

حاسد وہ بیچارہ شخص ہے جو اپنی پوری زندگی ایک ایسی امید میں صرف کر دیتا ہے جو اس کے لئے ناقابل حصول ہے اور دوسروں کو حاصل ہے۔ پس وہ اسی پر حسرت و آہ کرتا ہے اور اسکی تمنا ہوتی ہے کہ تمام شقاوت و بد بختی دوسروں کے نصیب میں ہو جائے اور اپنے تمام حیلوں کو اس لئے صرف کرتا ہے کہ دوسروں کی سعادت ان سے سلب ہو جائے۔

ایک مشہور رائٹر لکھتا ہے : ہمارے نفوس صحراء میں اس شہر کے مانند ہیں جس میں نہ کوئی قلعہ ہو نہ حصار جس کی سعادت و آسائش کوچور لوٹ رہے ہوں۔ معمولی سی نسیم ہمارے دل کے بے پایاسمندر کو مضطرب و متلاطم کر دیتی ہے۔ خواہشات کے غیر محدود دشمن ہمارے نفوس کے گھروں میں داخل ہو کر امر و نہی کرتے ہیں۔ ہر جاہل اس بات کو جانتا ہے کہ اگر اس کے سر میں درد ہونے لگے تو ڈاکٹر کے پاس

جاتا ہے لیکن جس میں حسد کی بیماری ہے وہ بیچارہ جلتا رہتا ہے۔ اور کوئی اس کا علاج نہیں کر سکتا۔ ہر حسد کا ہدف دوسروں کی نعمت ہے اور وہ اپنے مختلف دسیسہ کاریوں اور حیلوں سے ان کی نعمتوں کو چھین لینے کی کوشش کرتا ہے! اور معمولی توجہ کے بغیر وہ اپنے ناپاک احساسات کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی لئے وہ محسودین پر جھوٹ و اتهام کے پل باندھ کر اپنی خباثت نفس کا اظہار کرتا ہے۔ اور اگر اس طرح اس کا مقصد پورا نہ ہو تو اس کے لئے بعید نہیں ہے کہ وہ لوگوں کے حریم آزادی پر حملہ آور ہو جائے۔ اور اپنی خواہشات کے زیر اثر لوگوں کی روحانیت کو شکست و ریز کر دے۔ لیکن کیا یہ انسان کی واقعی خواہش ہو سکتی ہے؟ اور کیا یہ انسان کی زندگی کا واقعی مقصد ہے؟

حسد نہ صرف یہ کہ دائیرہ انسانیت سے خارج ہے بلکہ وہ حیوان سے بھی بد تر ہے۔ کیونکہ جو شخص دوسروں کے آلام و مصائب میں غور و فکر نہ کر سکے وہی انسانیت کا مصدق نہیں ہے چہ جائیکہ جو شخص دوسروں کے آلام و مصائب پر مسرور و خنده زن ہو اور اس کو اپنی کامیابی سمجھتا ہو! اس کو موجودات کی کس فہرست میں رکھا جائے گا؟

## حسد نا کامی کی آگ میں جلتا ہے

زندگی کے میدان میں درخشاں کامیابی و ترقی کا راز لوگوں کے دلوں میں گھر بنا لیتا ہے، جو شخص اپنی لیاقت و صلاحیت اور اپنے بلند صفات کے ذریعے لوگوں کے دلوں پر حکومت کر سکتا ہو وہ معاشرے کی بے پناہ تعاون و مدد کے سهارے ترقی کی اعلیٰ منزل تک پہونچ سکتا ہے اور کلید کامیابی کا مالک بن سکتا ہے۔ نیکو کار اور پاک سرشت لوگ معاشرے میں روشن چراغ کی طرح ہوتے ہیں جو ترقی کرنے کے بعد لوگوں کے افکار کی قیادت کرتے ہیں اور ان کے اخلاق پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔

لیکن حسد اپنے مکروہ چھرے کے ساتھ اچھے صفات کو فنا کرنے کا سبب بنتا ہے اور معاشرے میں پرده بن کر حائل ہو جاتا ہے اور معاشرے کے کسی فرد کو بھی اس قابل نہیں چھوڑتا جس کے دل میں اس کے لئے کوئی جگہ ہو۔ حسد کو کبھی یہ گوارہ نہیں ہوتا کہ اس کے آسمان زندگی پر ستارہِ محبت چمکے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کے تعاون و ہمدردی کی نعمت کو کھو بیٹھتا ہے۔ بد خواہ اپنی خصلتوں کی وجہ سے اپنے کو ننگا کر دیتا ہے اور عمومی نفرت کو اپنی طرف دعوت دیتا ہے۔ حسد کے ذریعہ جو اضطراب اور گھرا رنج و غم حاصل کرتا ہے وہ اس کی روح کو شکست و ریز سے دو چار کر دیتا ہے۔ اور ایک ایسی آگ بھڑ کا دیتا ہے جس کی وجہ سے اسکی روح جلتی رہتی ہے۔

حسد کی جان جلنے اور ایک منٹ بھی سکون نہ ملنے کی وجہ واضح ہے کیونکہ نعمات الہی اس کی مرضی کے خلاف ہمیشہ مائل بہ زیادتی ہوتی ہیں۔ اس لئے اس کے دل پر رنج و غم کے بادل ہر وقت چھائے رہتے ہیں۔ حسد ایک ایسا شدید طوفان ہے جو فضائل و خرد کے تناور درخت کو تنکے کی طرح جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے اور پھر حسد کو ارتکاب جرم سے روکنے کے لئے کوئی اخلاقی اور وجودانی رکاوٹ باقی ہی نہیں رہتی۔

قابلیل نے جب دیکھا کہ ہابیل کی قربانی تو بارگاہ الہی میں قبول ہو گئی لیکن اس کی قربانی رد کر دی گئی تو اس کے دل میں کینہ و حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور آخر کار اس نے ہابیل کے قتل کا پروگرام بنا لیا۔ حسد نے اس کے دل میں پنجہ گاڑدیا۔ اخوت و انسانیت کا جذبہ اس کے دل سے ناپید ہو گیا۔ اور اس نے اپنے بھائی کے

سر کو پھاڑ کی چٹان سے ٹکرا دیا اور هابیل کے مقدس جسم کو صرف هابیل کی خلوص نیت کے جرم میں انہیں کے خون سے نہلا دیا۔ اس وقت کی حیرت زدہ دنیا نے حسد کی پہلی قربانی دیکھی جو آدم علیہ السلام کے بیٹے کے ہاتھوں نمایاں ہوئی۔ حسد نے جب اپنا کام کر لیا تو قابیل اپنے اس قبیح فعل پر نادم ہوا لیکن اس وقت ندامت بیکار ہوئی اور قابیل اپنی پوری زندگی اس روحانی عذاب کو برداشت کرتا رہا۔ اگر قابیل کے ذہن میں فکر صحیح کا تصور ہوتا تو وہ فیضان الہی سے محروم ہونے کی علت تلاش کرتا۔

حربمنی عالم شوپنهاور کہتا ہے : حسد انسان کے بد ترین احساسات میں سے ایک ہے اس لئے اس کو سعادت کا بدترین دشمن خیال کرنا چاہئے اور اس کا سر کچلنے اور اس کو دبانے کی مسلسل کوشش کرنی چاہئے۔ اگر کسی معاشرے میں حسد کا دور دورہ ہو جائے تو پھر اس معاشرے میں لڑائی جہگڑے کا عام ہونا ضروری ہے اور پھر اس معاشرے میں جو پرورش پاتے ہیں وہ بجائے اس کے کہ دوسروں کی کمیوں کو دور کریں اور لوگوں کے حالات کو بہتر بنائیں دوسروں کی ترقی و سعادت میں راستے کاروڑا بن جاتے ہیں اور ان کی خود غرضی ہر قسم کے اصلاح سے مانع ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں لوگوں کا چین و سکون غارت ہو جاتا ہے اور آبادو متمند معاشرہ فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔ بقول ڈاکٹر کارل : ہمارے بخل و عقیم پن کی ساری ذمہ داری حسد پر ہوتی ہے۔ کیونکہ یہی حسد ہے جو ہم کو دیگر ترقی یافتہ قوموں تک پھونچنے نہیں دیتا اور اسی حسد کی وجہ سے بہت سے با صلاحیت افراد جو امنتوں کی قیادت کر سکتے ہیں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ آج کل دنیا کے گوشے گوشے میں جو جرائم رونما ہوتے ہیں جن کے ہمراہ ظلم و جور بھی ہوتا ہے ان کا سر چشمہ یہی حسد ہے اور اس حقیقت کا انکشاف اس وقت ہو جائے گا۔ جب ہونے والے واقعات کی گھرائی میں آپ پھونچیں گے۔

## حسد کے بارے میں دین کا تبصرہ

ارشاد خدا وند عالم ہے : " لا تتمنوا ما فضل الله به بعضاكم على بعض " (۱) اور خدا نے جو تم میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے رکھی ہے اس کی ہوس نہ کرو۔ یہ صحیح ہے کہ انسان فطری طور سے حصول نفع کا خواہش مند ہے لیکن یہ خواہش حدود و قوانین شرع کے اندر ہونی چاہئے۔ اسی طرح اسے اصول آزادی سے ہم آہنگ ہونا چاہئے اور انسانی معاشرہ اس کو درست بھی سمجھتا ہو۔

اسی لئے اگر خدا نے کسی کو کسی نعمت سے نوازا ہے تو کسی دوسرے شخص کو اپنی فطرت منفعت طلبی اور اپنی حس بد خواہی کی تسکین کے پیش نظر اس سے اس نعمت کو چھین لینے کا حق نہیں ہے۔ بلکہ اس کو چاہئے کہ اپنے حصول آرزو کی خواہش کے لئے عاقلانہ روشن اختیار کرے اور جس طرح خدا نے حکم دیا ہے اسی دائیرے کے اندر تلاش و جستجو کرے۔ اور فضل خدا وند عالم سے دعا کرے تاکہ راستے کی مشکلات کو دور کر کے اس کو مقصد تک پھونچا دے۔

اگر حسد اپنی فکری صلاحیتوں کو نا مناسب جگہوں پر صرف نہ کر کے خدا پر بھروسہ کر کے اپنے معقول مقاصد میں خرچ کرتا اور راستوں کے خس و خاشاک کو دور کر کے پائے استقلال کو منزل مقصود کے لئے روان رکھتا تو اس کے گھر میں نیک بختی کا سورج چمک کے رہتا۔

ائمهؐ معصومین علیہم السلام سے اس خطرناک صفت کے بارے میں بہت سی روایات منقول ہیں اور ائمہؐ

علیهم السلام نے ہم کو اس صفت سے ڈرایا ہے اس سلسلہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک روایت کی طرف توجہ فرمائیے جس میں ارشاد فرمایا ہے : . . . دل کا نابینا ہونا اور فضل خدا کا انکار کرنا حسد کی اصل ہے اور یہ دونوں - کوری دل و انکار نعمت - کفر کے بازو ہیں - اسی حسد کی وجہ سے اولاد آدم(ع) حسرت ابدی کے چالہ میں گر پڑی اور اس طرح حسد ایسے مہلکہ میں پڑ گیا جس سے قیامت تک نجات ناممکن ہے ۔ (۲)

حسد کی ایک علت گھر کا برا ماحول بھی ہوا کرتا ہے - جو ماں باپ اپنے کسی ایک بچے سے مهر محبت کرتے ہیں اور دوسرے کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے اس دوسرے بچے کے دل میں ایسی گرہ پڑ جاتی ہے جس کا نتیجہ حقارت و سر کشی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اسی وجہ سے بچے کے دل میں حسد پیدا ہو جاتا ہے جو بڑھنے پر اس کی بد بختی و سیاہ روزی کا باعث ہوتا ہے اسی طرح جس معاشرے کی بنیاد عدل و انصاف پر نہیں ہوتی جہاں نسلی و قومی تعصب ہوتا ہے وہاں لوگوں کے دلوں میں خود بخود سر کشی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے - اور ان کے دلوں میں آتش حسد بھڑک اٹھتی ہے ۔

اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے : اپنے بچوں کے درمیان عطیہ و بخشش میں مساوات کا برتاو کرو ۔ (۳) اور یہ صرف اس لئے فرمایا کہ ان کے دلوں میں حسد پیدا نہ ہو ۔

پروفیسر برٹر انڈر اسل نے ایک کتاب کے حوالے سے اس فصل کا ایک حصہ لکھا ہے جس میں پوشیدہ قلبی گناہوں سے بچنے کا طریقہ لکھا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں : (لوسی) کو ایک چھوٹی سی کاپی دی گئی کہ تمہارے خیال میں جو بھی آئے اس کو اس میں لکھو - اور صبح کو ناشتے کے وقت لوسی کے والدین نے ایک گلاس لوسی کے بھائی کو ایک کیسیٹ لوسی کی بھن کو دیا اور لوسی کو کچھ نہ دیا چنانچہ اس نے اپنی کاپی میں لکھا ہے : اس وقت میرے دل میں ایک برا خیال آیا اور وہ یہ کہ اس کے والدین اس کے بھائی بھن کے مقابلے میں اسکو بہت کم چاہتے ہیں ۔

حضرت علی علیہ السلام ایک جگہ حسد کے اس نقصان کا ذکر فرماتے ہیں جو بدن سے متعلق ہوتا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا : مجھے حاسدوں سے اس بات پر بہت تعجب ہوتا ہے کہ اپنے جسموں کی سلامتی سے غفلت کیوں برنتے ہیں ۔ (۴)

ڈاکٹر فرانک ہور# کہتا ہے : نفسانی احساسات کے مصائب و آلام پر اپنے افکار و ذوات سے دور کردو - اس لئے کہ یہ چیزیں روحانی ابلیس ہیں - یہ ابلیس صرف انسان کے فکری نظام ہی کو درہم برہم نہیں کرتے بلکہ جسم کے اندر زھریلے خلایا کو تقویت پھونچاتے ہیں اور اسی کے ساتھ جسم کو ضرورت سے زیادہ ضرر پھونچاتے ہیں - یہ دورانِ خون کو سست کر دیتے ہیں ، اعصاب کو کمزور کر دیتے ہیں ، روحانی و جسمانی نشاط کو شکست وریز میں مبتلا کر دیتے ہیں ، زندگی کے هدف و مقصد کو ختم کر دیتے ہیں فکر کو کمزور کر دیتے ہیں - اس لئے انسان پر واجب ہے کہ ان دشمنوں کو اپنے گھر کے ماحول سے نکال دے کیونکہ یہ سم قاتل ہیں - ان کو انسانی زندگی سے دور قید کر دینا چاہئے اور جو ایسا کرے گا وہ دیکھے گا کہ اس کا ارادہ قوی ہو گیا اور وہ اپنی قوت ارادی کے سھارے مشکلات حیات پر قابو پالے گا ۔ (۵)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں : حسد جسد کو فنا کر دیتا ہے ۔ (۶) دوسری جگہ فرماتے ہیں : حسد سے بچو یہ انسانی روح کو معیوب کر دیتا ہے ۔ (۷)

ایک علم النفس کا ماهر کہتا ہے : بہت زیادہ حسد نفسانی آلام میں سے ہے یہ نفس کو بہت تکلیف پھونچاتا ہے اس کو غلطی پر آمادہ کرتا ہے - اس پر بہت ظلم و ستم کرتا ہے - آپ یہ جان لیجئے کہ حسد کے بہت سے

اعمال خود اس کے ارادے سے سر زد نہیں ہوتے بلکہ عفریت حسد کے حکم سے انجام پاتے ہیں۔ (۸) امام زین العابدین علیہ السلام مقام دعا میں فرماتے ہیں : خدا یا میرے سینے کو حسد کی بیماری سے محفوظ رکھ تاکہ مبین کسی کی خوش بختی و نیک بختی کو حسرت کی نگاہ سے نہ دیکھوں، مجھے حسد سے اس طرح دور رکھ کہ ہمیشہ دوسروں کی سعادت و سلامت کا خواہشمند رہوں اور عین اس حال میں مجھے اس کی بھی توفیق دے کہ جب تیری دینی و دنیاوی نعمتوں کو دوسروں میں دیکھوں اور وہ سب پارسا و پرھیز گار ہوں، کشادہ رو، کشادہ دست ہوں، مہربان و مالدار ہوں تو تجھ سے اور تیری ذات اقدس سے ان کے لئے بہتر سے بہتر ترکی خواہش کروں۔ صرف تیری ذات سے جو یگانہ و یکتا و بے ہمتا ہے، تمنا رکھتا ہوں۔

ہم کو یہ چاہئے کہ پلید و پست قسم کی وہ تمنا ؎یں جو انسان کی زندگی کو تلخ کر دیتی ہیں ان کو اپنی روحانی ترقی و تکامل کی راہ میں سد سکندری نہ بننے دیں۔ اور اپنے افکار و خیالات کو بلند مقاصد اور اعلیٰ صفات کی طرف مرکوز رکھیں کیونکہ شائستہ تمنائیں ہی انسان کو ایک نہ ایک دن اس کے نیک مقاصد تک پہونچا دیتی ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں : نیک خصائیں، اچھے صفات، شیرین کلامی، اور بلند مطالب کی طرف رغبت پیدا کرو کہ ان کی عظیم جزا اور اچھا نتیجہ تم ہی کو ملے گا۔ (۹)

ڈاکٹر ماردن کہتا ہے : اگر تم نے اپنے افکار کو مخصوص اوصاف کے حصول پر مرکوز رکھا تو آخر کار ان اوصاف تک پہونچکر رہو گے کیونکہ فطری موجودات فطری افکار کا نتیجہ ہیں۔ اگر تم کاہلی و عیاشی کی آرزو میں رہو گے تو آخر میں کاہل و عیاش ہو جاؤ گے۔ اور اگر تمہارے سر میں سودا ہو اور ہر چیز تمہاری نظر میں تیرہ و تار ہی نظر آئے تو تم بہت ہی تھوڑی مدت میں اس سے نجات پا سکتے ہو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی فکر کو بدل دو یعنی دنیا کی وہ چیزیں جو نشاط آور ہیں، مسربت بخش ہیں، ان کے بارے میں غور و فکر کرنے لگو، اگر اچھے اخلاق کی تمنا ہے تو ان کے بارے میں بڑھے صبر و تحمل سے سوچو اور تم اپنے اس استقلال مزاجی کی وجہ سے اپنے ذہن کو اچھے اوصاف سے متصف ہونے پر آمادہ کر لو گے اور پھر تمہاری رسائی وہاں تک ہو جائے گی اور جن صفات کو بھی تم حاصل کرنا چاہو ان کی تکرار کی صرف فکر ہی نہ کرو بلکہ ان کو اپنی پیشانیوں پر لکھ لو اپنے میں عزم کر لو اور سب سے کہتے پھرو کہ تم ان چیزوں کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو ایک قلیل مدت کے بعد تم دیکھو گے کہ تمہارے افکار تم کو ان مقاصد کی طرف اس طرح کھینچیں گے جیسے مقناتیں کو لوہا کھینچتا ہے۔ (۱۰)

ڈاکٹر مان کہتا ہے : اصول علم نفس میں ہے جسے ہم نے بعض مواقع پر دیکھا بھی ہے اور تجربہ بھی کیا ہے کہ کسی عمل کے بارے میں سوچنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے تو وہ بہت ہی خفیف صورت میں انجام پاتا ہے مثلاً اگر ہم مٹھی باندھنے کے بارے میں غور کرنے لگیں تو دونوں ہاتھوں کے عضلات تھوڑے سے تن جاتے ہیں اور اعصاب مٹھی باندھنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں، جس کو آپ اس دقیق حساب کرنے والے آلہ کے ذریعہ تجربہ بھی کر سکتے ہیں، جس کو دو کالو لومیٹر کہتے ہیں۔ آپ کو بعض ایسے لوگ بھی ملیں گے جن کے محض ارادہ کرنے پر ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بعض لوگوں نے اس کی مشق بھم پہونچائی ہے کہ اپنے ہاتھوں کی بعض رگوں کو سکوڑ لیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے ذہن کو اس بات پر متمرکز کر دیتے ہیں کہ ان کے ہاتھ برف میں بڑھے ہوئے ہیں اور اس سوچ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی رگیں اسی طرح سکڑ جاتی ہیں۔ جیسے جب ہاتھوں کو واقعی برف میں رکھ دیا گیا ہو۔ کچھ لوگ ہیں جو اپنی آنکھوں کی پتلیوں کو چھوڑی اور بڑی کر لیتے ہیں وہ لوگ یہ کرتے ہیں کہ اپنی فکر کو ایک مرکز پر محدود کر کے اپنے کو باریار تلقین کرتے ہیں اور پھر وہ پتلی اسی طرح ہو جاتی ہے جیسا کہ وہ چاہتے ہیں۔

حقائق کا سمجھ لینا ہمارے افکار و ارادوں میں بہت زیادہ موثر ہے یہ خواہشات ہی ہیں جو ہمارے افکار پر پرده ڈال کر قوت ادراک میں تاریکی پیدا کر دیتی ہیں۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے آئینہ فکر و عقل کو تقویٰ سے صیقل کیا جائے تاکہ حقائق و واقعیات کو اس میں مشاہدہ کیا جا سکے۔ اس کے بعد قوی ارادہ اور مسلسل مجاهدات کے ذریعے حسد اور زہر آلود خواہشات کو دل سے نکال کر پھینک دیں اور بغض و کینہ کی زنجیروں کو توڑ دیں تاکہ روح غم کی قید سے آزاد ہو سکے۔ اور برعه صفات کی جگہ خیر خواہی و اچھے صفات متحقق ہو سکیں۔

## حوالہ جات

- ۱- سورہ ؎ نساء / ۳۲
- ۲- مستدرک الوسائل ج/۲، ص/ ۲۲۸
- ۳- نهج الفصاحة ص/ ۳۶۶
- ۴- غرر الحكم ص/ ۴۹۴
- ۵- پیروزی فکر
- ۶- غرر الحكم ص/ ۳۲
- ۷- غرر الحكم ص/ ۱۴۱
- ۸- روانکاری
- ۹- غرر الحكم ص/ ۳۵۵
- ۱۰- پیروزی فکر